تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ   لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم   ۲۳ تا ۲۹ نومبر ۲۰۰۰ء (۲۶ شعبان تا ۲ رمضان ۱۴۲۱ھ)   مدیر: حافظ عاکف سعید

رمضان المبارک کی آمد پر رسول اللہ ﷺ کا ایک خطبہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا:

"اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اس کے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان حاصل نہیں ہوتا تو کیا غرباء اس ثواب سے محروم رہیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرا دے۔ (رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے، اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (اس کے بعد آپ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے۔ اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔ (اس کے بعد آپ نے فرمایا) جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان، ترجمہ از معارف الحدیث)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمانِ نبویؐ 2
☆ گفتار کے غازی (اداریہ) 3
☆ روزہ اور تراویح کی غایت 4
☆ روزہ کے معارف و مسائل 6
☆ گوشۂ خلافت 7
☆ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام 8
☆ Role of Daily Dawn 11
☆ افہام و تفہیم 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر:
فرقان دانش خان
معاونین:
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت:
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-5869501 فیکس: 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الھدیٰ

سورۂ فاتحہ (۱۰)

﴿ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ○ ﴾

(آمین یا رب العالمین)

"(اے رب ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا' جو نہ مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ"۔

انسان کی دنیوی زندگی کے مختلف معاملات نہایت پیچیدہ ہیں اور ان مسائل میں جو باہم گتھے ہوئے ہیں' ایک اعتدال کی روش اور ایک متوازن طرز عمل انسان کی ہمیشہ سے ضرورت ہے اور اس کی یہ احتیاج ہمیشہ باقی رہے گی' اس لئے کہ تمدن کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ ان مسائل اور معاملات کی پیچیدگیاں بھی مسلسل بڑھتی چلی جاتی ہیں اور حیات انسانی کی یہ پیچیدگیاں اور ان کے گوناگوں تقاضے اور مطالبے اور ان کا آپس میں ٹکراؤ اور تصادم' یہ عقدہ ہائے لاینحل ہیں۔ اور یہ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ مجرد اپنی عقل اور تجربے کی بنیاد پر ان جملہ ساجی و معاشرتی اور سیاسی و معاشی مسائل کا متوازن و معتدل اور عادلانہ و منصفانہ حل تلاش کر سکے اور حیات اخروی کی برکتوں اور سعادتوں سے بھی پُرسکون طور پر ہمکنار ہو سکے۔ یہ در حقیقت انسان کی اہم ضرورت ہے جس کے لئے سلسلہ نبوت و رسالت اور انزال وحی کی ضرورت پیش آئی۔

انسان اپنی فطرت صحیحہ اور عقل سلیم کی رہنمائی میں توحید اور معاد تک رسائی حاصل کر سکتا ہے' لیکن زندگی کی پُرپیچ وادیوں میں سیدھی راہ کی تلاش' یہ انسان کے بس میں نہیں۔ اس کے لئے وہ مجبور ہے کہ گھٹنے ٹیک کر اپنے مالک سے ہدایت کی درخواست کرے' اس لئے کہ واقعہ یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور یہی واحد ممکن راستہ ہے۔

اس ضمن میں اولین اور قدیم ترین مسئلہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کے مابین حقوق اور فرائض کا صحیح توازن کیا ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان توازن اور اعتدال و انصاف عقل انسانی کے بس میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ انسان لازماً مرد ہو گا یا عورت' اور ان میں سے ہر ایک صرف اور صرف اپنی ہی مصلحتوں اور مفادات کو مدنظر رکھنے پر مجبور ہے۔ گویا یہاں انسان اُس فاطر فطرت کی رہنمائی کا محتاج ہے جس نے مرد اور عورت کی تخلیق کی ہے۔

دوسری مثال فرد اور اجتماعیت کے باہمی تعلق اور توازن سے متعلق ہے۔ ان دو انتہاؤں کے مابین توازن رکھنا نہایت کٹھن ہے' اور عقل انسانی اس کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ وہ صحیح نقطہ عدل کا تعین کر سکے۔ یہی معاملہ معاشی مسائل کا بھی ہے' یعنی یہ کہ سرمائے اور محنت کے مابین صحیح توازن کیسے قائم کیا جائے اور اقتصادی معاملات میں عدل و انصاف کے تقاضے کیسے پورے کئے جائیں۔

یہ وہ تین بڑے مسائل ہیں جن کا متوازن و معتدل نظام بنانے سے انسان قاصر ہے۔ یہ وہ احتیاج ہے جس کے لئے وہ گھٹنے ٹیک کر اپنے پروردگار کے سامنے استدعا کرنے پر مجبور ہے کہ اے میرے رب! میں نے تجھے پہچان لیا' تیری توحید کو جان لیا اور اب تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ معتدل اور متوازن زندگی بسر کرنے کے لئے صراط مستقیم مجھ پر واضح فرما! ہدایت کی یہی درخواست ایمان بالرسالت کی عقلی بنیاد ہے' کیونکہ اس ہدایت ربانی کو انسان تک پہنچانے کے منصب جلیل پر رسولوں کی مقدس جماعت فائز ہوتی رہی ہے۔ اور اس سلسلہ کی آخری کڑی خاتم النبیین' سید المرسلین' ہادی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

فرمان نبویؐ

عالم کون؟

((عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ لِکَعْبٍ: مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ؟ قَالَ: الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ' قَالَ: فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ؟ قَالَ: الطَّمَعُ)) (دارمی)

"حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: علم والے کہلانے کے کون حقدار ہیں؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو علم کے مطابق عمل کرنے والے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: علماء کے دلوں سے علم کو نکالنے والی کون سی چیز ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طمع اور لالچ"۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فرمائی ہوئی چیزیں حقیقت کو کس قدر بیان کرنے والی ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو حق مان کر لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے لیکن خود اس پر عمل پیرا نہیں ہے تو بیان کردہ چیز کے حق ہونے میں شک کیا جا سکتا ہے' یا پھر وہ انسان کذب بیانی کا مرتکب ہو رہا ہو۔ انسان جس چیز کو حق سمجھتا ہے اس پر اس کا عامل ہونا لازم ہو جاتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ شخص جھوٹ بول رہا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق وہ اللہ کا غضب اور ناراضگی مول لے رہا ہے۔ بالفاظ قرآن حکیم ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ "اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناراضگی اور غصے والی ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں"۔ آج امت مسلمہ کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی اکثریت زبان سے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول ہونے کا اقرار تو کرتی ہے لیکن اس پر عمل نہیں کر رہی' اس لئے کہ اس پر ان کا یقین نہیں ہے۔ خصوصاً علماء دین کا معاملہ یہ ہے کہ عام مسلمان ان کے کردار کو دیکھ کر اُن کی باتوں کی صداقت پر یقین کرتے ہیں' مگر آج ان کی بے عملی کی وجہ سے لوگ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ حالت اسی وجہ سے ہوئی ہے جو مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کے دوسرے سوال کے جواب میں فرمائی گئی ہے کہ علم کو دلوں سے نکالنے والی چیز حرص و طمع ہے۔ جب دنیا کا لالچ آ گیا تو صداقت پھر کیسے موجود رہے اور کیسے بیان ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے رہبروں کے دلوں کو لالچ دنیا سے دُور کرے اور ان کو واقعی صاحب علم بنائے تاکہ پیروکار اُن کی باتوں کو حق سمجھ کر اسلام اور قرآن کی طرف رجوع کرنے والے بن جائیں اور امت مسلمہ پھر زندہ ہو جائے۔ اور اس دوبارہ زندگی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ کے عطا کردہ نظام کے نفاذ کی جدوجہد کو اپنی زندگی کا مقصد اولین بنالیں' یعنی ؎

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں' میں اسی لئے نمازی

(تشریح: چوہدری رحمت اللہ بٹر)

مرزا ایوب بیگ

گفتار کے غازی

ستمبر ۱۹۶۹ء میں جب رباط میں پہلی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان ممالک نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ غیر مسلم دنیا بھی مبہوت رہ گئی بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئی تو مبالغہ نہیں ہو گا۔ انہیں یہ خدشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں مسلم دنیا ایک گروپ کی صورت اختیار نہ کر لے۔ اگر مسلم دنیا کے وسائل اور افرادی قوت یکجا ہو گئی تو تیسری قوت وجود میں آجائے گی۔ مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں ان کا استحصال نہیں کیا جاسکے گا۔ دوسری سربراہ کانفرنس جو ۱۹۷۴ء میں لاہور میں منعقد ہوئی اس لحاظ سے اہم تھی کہ ذوالفقار علی بھٹو اور شاہ فیصل متضاد ذہنی رجحانات رکھنے کے باوجود مسلم دنیا کے اتحاد کے لئے مشترکہ طور پر سرگرم تھے۔ پھر یہ کہ تیل کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی بات عرب ممالک کو خوب سمجھ آچکی تھی اور اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا تھا۔

مسلم اتحاد دونوں سپر پاوروں کے سیاسی غلبہ کے لئے خطرہ تھا جبکہ تیل کی گرانی یورپ اور امریکہ کی معیشت کو بدحال کر سکتی تھی۔ لہٰذا دونوں سپر پاورز خصوصاً امریکہ نے ممکنہ مسلم اتحاد کے خلاف سازشوں کے جال بچھانا شروع کئے۔ پہلا کام یہ کیا کہ مسلم دنیا کے اتحاد کے مبلغ شاہ فیصل کو شہید کرایا۔ ایران عراق جنگ میں پس پردہ اہم رول ادا کیا۔ عراق کو کویت پر چڑھ دوڑنے کی ترغیب دی پھر اس جنگ کو مشرق وسطیٰ میں اپنی عسکری موجودگی کا عذر بنا لیا۔ مختلف مسلمان ممالک میں حکومتوں کے تختے الٹا دیئے۔ اس سے مسلمان ممالک کے حکمرانوں کو یہ باور کرایا کہ ان کا اقتدار امریکہ کی رضا اور خوشنودی سے منسلک ہے۔ بدقسمتی سے مسلم دنیا میں شاہ فیصل شہید کے بعد کوئی ایسی شخصیت ابھر کر سامنے نہ آسکی جو مسلم اتحاد کو ایک حقیقت بنانے کی صلاحیت رکھتی۔ ۱۹۷۳ء کی جنگ کے آغاز میں اگرچہ مصر نے اسرائیل پر برتری حاصل کر لی تھی لیکن امریکی مدد سے جس طرح آخر میں جنگ کا نقشہ بدلا' اس نے انور سادات کا قبلہ ہی تبدیل کر دیا۔ اس نے اسرائیل کو تسلیم کر کے مکمل سفارتی تعلقات قائم کر لئے اور خود کو مکمل طور پر امریکہ کے سپرد کر دیا۔ لہٰذا تیسری اسلامی سربراہی کانفرنس سے لے کر حالیہ نویں اسلامی سربراہ کانفرنس تک تمام کانفرنسیں "بڑوں کا میلہ" بن کر رہ گئیں۔ دوحہ کانفرنس میں چھپن (۵۶) اسلامی ممالک کے وفود نے شرکت کی' جو بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھے۔ ان کے لئے سرکاری سطح پر شاندار رہائش گاہوں کا بندوبست کیا گیا تھا۔ آٹھ ہزار گاڑیاں ان کی خدمت کے لئے ہر وقت موجود رہتی تھیں۔ ان کی سیکورٹی کے لئے قطر نے اپنے تمام وسائل جھونک دیئے تھے لیکن اسرائیل کے خلاف چند پرجوش تقاریر سننے کے سوا عملی طور پر کچھ نہ ہوا۔ اور نہ ہی مسلم اتحاد کو ایک حقیقی شکل دینے کے لئے کوئی منصوبہ بندی ہوئی۔ کشمیریوں سے بھی پرزور انداز میں اظہار یکجہتی کیا گیا اور یہ بھی طے کیا گیا کہ او آئی سی ایک خصوصی مشن کشمیر بھیجے گی۔

یہود و ہنود اور اُن کے سرپرست اِن پرجوش اور زوردار تقریروں سے خوفزدہ ہونے سے رہے۔ ادھر مسلم زعماء کا حال یہ ہے کہ مصر کے صدر حسنی مبارک نے عرب لیگ کے اجلاس میں ایسا موقف اختیار کیا کہ خود اسرائیلی وزیر اعظم ایہود باراک نے انہیں مبارک باد دی اور شکریہ ادا کیا جبکہ اسلامی سربراہ کانفرنس میں بھی موصوف نے شرکت کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ ترکی پہلے ہی اسرائیل سے خوشگوار تعلقات رکھتا ہے۔ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ میزبان ملک قطر' اسرائیل سے سفارتی تعلقات رکھتا تھا۔ یہ تعلقات ایران اور سعودی عرب کے سربراہ کانفرنس کے بائیکاٹ کرنے کی دھمکی پر منقطع کئے گئے۔ شنید یہ ہے کہ کانفرنس کے بعد قطر اسرائیل سے پھر سفارتی تعلقات بحال کر لے گا۔ دوسری طرف بھارت کی انتہا پسند ہندو حکومت کشمیری نوجوانوں کے خون سے وادی کشمیر کو رنگین کر رہی ہے۔ سات لاکھ بھارتی فوج مسلمان عورتوں کی عزت چاک کر رہی ہے۔ معصوم بچے یتیم اور بے سہارا ہو رہے ہیں لیکن مسلمان ممالک کے سربراہ اسے پاکستان کا مسئلہ سمجھتے ہیں وہ بھارت سے اپنے تعلقات میں رخنہ نہیں ڈالنا چاہتے۔

ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ آج بھی اگر امت مسلمہ اپنے وسائل اور افرادی قوت مجتمع کر لے اور اس قرآنی حکم کے مطابق عمل کرے کہ "اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کیلئے مہیا رکھو"۔ (الانفال: ۶۰) تو آج بھی فرشتے ہماری نصرت کو اُتر سکتے ہیں۔ پھر یقیناً فتح ہماری ہو گی' اٹل اور فیصلہ کن فتح۔

آج کا دور اقتصادیات کا دور ہے جو قوم اقتصادی طور پر نڈھال ہو گئی وہ ہر محاذ پر شکست کھا جائے گی۔ اگر امت مسلمہ کے قائدین اللہ پر بھروسہ کر کے یہ فیصلہ کر لیں کہ :

(۱) وہ اپنا سرمایہ امریکہ اور یورپ کے بینکوں میں نہیں رکھیں گے۔

(۲) تیل کی پیداوار میں کمی بیشی صرف اپنے مفادات کو پیش نظر رکھ کر کریں گے اور بڑی طاقتوں کو اس معاملے میں دخل اندازی نہیں کرنے دیں گے۔

(۳) اسرائیل اور بھارت سے اس وقت تک اپنے سفارتی و تجارتی تعلقات منقطع رکھیں گے جب تک وہ فلسطین اور کشمیر کے مسئلے پر اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد نہیں کرتے۔

(۴) تمام بھارتیوں کو مسئلہ کشمیر کے حل تک عرب ممالک سے نکال دیا جائیگا۔

(۵) پاکستان کی ایٹمی صلاحیت امت مسلمہ کی حفاظت کیلئے استعمال کی جائے گی اور پاکستان دوسرے اسلامی ممالک کو ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے میں مدد دے گا۔

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر امت مسلمہ استقامت کے ساتھ ان فیصلوں پر ڈٹ جائے تو غیر مسلم دنیا زیادہ دیر تک اس کے راستے کا پتھر نہیں بن سکے گی لیکن ان فیصلوں کے لئے اصل ضرورت تجدید ایمان کی ہے اور تعلق مع اللہ قائم کرنے کی ہے۔ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لئے جس جرأت کی ضرورت ہے وہ صرف نبی اکرم ﷺ کے حقیقی پیروکار بننے سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہمیں آج کتاب زندہ کو تھام لینے اور اپنا امام بنا لینے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سب کچھ نہ ہوا تو پھر بابا سب کہانیاں ہیں اور ہم گفتار کے غازی پیدا کرتے رہیں گے۔

روزہ اور تراویح کی غرض و غایت

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس قرآنی سے ماخوذ

سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۳ قرآن مجید کی ان آیات میں سے ہے جن کا ترجمہ ہر مسلمان کو یاد ہے۔ یعنی "اے مسلمانو! مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے "یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" مراد یہ ہے کہ اللہ کی مدد اور تائید و حمایت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ورنہ یوں تو اللہ ہر جگہ اور ہر آن موجود ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا "تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔" یہاں اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ وہ کون سا اہم اور بھاری کام ہے جس کی انجام دہی کے لئے صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

انسانی زندگی میں اکثر ایسے مرحلے آتے ہیں جب ایک انسان کے لئے صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا لیکن یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی خاص مقصد پیش نظر ہے۔ جس کے لئے مسلمانوں کو تیار کیا جا رہا ہے اس مقصد کا تعین البقرہ ہی کی آیت ۱۴۳ میں "شہادت علی الناس" کے الفاظ میں ہوا یعنی اپنے قول و عمل سے اللہ کے دین کی گواہی اس طور سے دینا کہ انسان پر حجت قائم ہو جائے۔ سورۂ آل عمران میں اسی مقصد کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا "تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں پر (اتمام حجت) کی خاطر برپا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو' بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر پختہ یقین رکھتے ہو۔" یعنی امت مسلمہ کا مقصد وجود ہی دین کی گواہی دینا' نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے روکنا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک نہایت عظیم مشن ہے جو امت مسلمہ کو سونپا گیا اور یہ عام فہم بات ہے کہ کوئی شے اگر وہ مقصد پورا نہیں کرتی جس کے لئے وہ بنی ہے تو اسے آخر کار کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کی مثال ہمارے سامنے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو فضیلت عطا کرتا ہے تو اس پر اسی نسبت سے ذمہ داری کا بوجھ بھی ڈال دیتا ہے ؏

جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے

یعنی اگر وہ قوم غیر ذمہ دارانہ طرز عمل اختیار کرے تو اس کی سزا بھی نہایت سخت ہوتی ہے خواہ اسے اپنے بارے میں کتنا ہی زعم کیوں نہ ہو جیسا بنی اسرائیل کو تھا کہ "ہم اللہ کے بیٹوں کی مانند ہیں اور اس کے چہیتے اور لاڈلے ہیں۔" لیکن وہ اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کی پاداش میں اللہ کے غضب کے حقدار ٹھہرے۔

دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ جس طرح امت مسلمہ کی تشکیل ایک خاص مقصد اور مشن کے لئے ہوئی ہے اسی طرح تمام عبادات بھی خاص مقاصد کے لئے فرض فرمائی گئی ہیں۔ وہ مقصد اگر پیش نظر نہیں ہے اور اس کے حصول کے لئے کوئی جدوجہد نہیں ہو رہی تو ان عبادات کے مفہوم اور معانی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ نماز کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ اسلام کا رکن رکین ہے۔ جسے نبی اکرم ﷺ نے "عماد الدین" قرار دیا۔ قرآن مجید میں اس کے اصل مقصد کی تعیین ان الفاظ میں ہوئی کہ "نماز کو قائم کرو میری (اللہ کی) یاد کے لئے" گویا نماز در اصل اللہ کی یاد اور ایمان کی تقویت کا ذریعہ ہے۔ اور اسی وجہ سے اسے مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔ روزے کی عبادت کا مقصد کیا ہے؟۔ یہ عبادت مسلمانوں پر کیوں فرض کی گئی اور اس کا قرآن حکیم سے کیا تعلق ہے ان باتوں کو بھی اللہ نے مبہم نہیں چھوڑا۔ روزے سے متعلقہ جملہ مضامین' تمام

ڈاکٹر اسرار احمد

احکام اور حکمتیں قرآن مجید میں سورۂ بقرہ کے ۲۳ ویں رکوع میں جو چھ آیات پر مشتمل ہے یکجا ہو کر آگئے ہیں' جبکہ نماز' زکوٰۃ اور حج کا ذکر ہمیں قرآن مجید میں متفرق مقامات پر منتشر طور پر ملتا ہے۔ لہٰذا ان چھ آیات کو اگر سمجھ لیا جائے تو ارکان اسلام میں سے اس ایک رکن یعنی روزہ کے بارے میں قرآن حکیم کی ہدایت و رہنمائی واضح انداز میں ہمارے سامنے آجائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ یہ فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے" عرب کے

روزے کی فرضیت امت محمدؐ سے پہلے تمام امتوں میں موجود رہی ہے

لوگ چونکہ روزے کی عبادت سے واقف نہیں تھے لہٰذا فرمایا گیا کہ یہ کوئی نیا حکم نہیں ہے پہلی امتوں پر بھی روزہ رکھنا لازم کیا گیا تھا۔ یہاں واضح رہے کہ روزوں کی تعداد اور آداب و شرائط کے اعتبار سے سابقہ انبیاء و رسل کی شرائع میں جزوی فرق رہا ہے' البتہ روزے کی فرضیت ہر امت میں موجود رہی ہے۔ آگے فرمایا "تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔" گویا روزے کی عبادت کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے اور تقویٰ وہ شے ہے جو نیکی اور خیر کے تمام کاموں کے لئے جز او بنیاد ہے۔

انسان کی روحانی ترقی کا تمام تر دارومدار تقویٰ پر ہے۔ روحِ انسانی کی بالیدگی کے لئے ضروری ہے کہ نفس کے اس منہ زور گھوڑے کو لگام دی جائے جو انسان کو گناہوں کی دلدل اور پستی کی طرف دھکیلنے کے لئے ہر دم مستعد رہتا ہے۔ نفس پہ قابو یافتہ ہونے کے لئے تقویٰ شرط لازم ہے۔ روزہ کی عبادت اسی لئے فرض کی گئی ہے تاکہ تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ کے معنی ہیں بچ بچا کر اس طرح چلنا کہ انسان کا دامن کہیں گناہ سے آلودہ نہ ہو جائے۔ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک جو مشق کرائی جاتی ہے اس کا حاصل ہے ضبط نفس۔ روزے میں انسان کو ایک خاص وقت کے لئے حلال چیزوں کے استعمال سے بھی روک دیا جاتا ہے۔ یہ درحقیقت اللہ کی نافرمانی سے بچنے اور امر و نواہی پر استقلال کے لئے اپنے نفس امارہ کو قابو میں رکھنے کی تربیت ہے۔

اگلی آیت کا مفہوم ہے "(روزہ رکھنے کے لئے) گنتی کے چند دن ہی تو ہیں اور جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں (پھر نہ رکھیں) تو ان کے ذمے (ایک روزہ کا) کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ سے کام لو۔" اس آیت کے ضمن میں مختلف تفسیری آراء ہیں لیکن میرے نزدیک یہ رائے زیادہ صحیح ہے کہ یہ آیت رمضان کے روزے سے متعلق نہیں بلکہ ایام بیض کے تین روزوں سے متعلق ہے جو ماہِ صیام کی فرضیت سے قبل مسلمانوں کے لئے لازم کئے گئے تھے۔

تیسری آیت میں ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اگلی تین آیات کچھ عرصے کے بعد نازل ہوئیں لیکن مضمون سے مناسبت ہونے کی وجہ سے ان آیات کو اسی مقام پر شامل کر دیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے: "رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراسر ہدایت (ھُدًی لِّلنَّاس) اور رحمت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ

روزے کی عبادت کا مقصد دراصل ہدایت ربانی کی طلب پیدا کرنا ہے

دینے والی ہیں۔ پس جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس ماہ کے روزے رکھے"

یہ آیت صوم رمضان کی فرضیت کے بارے میں ہے۔ یہاں اس اہم بات پر غور کیجئے کہ روزوں کے لئے سال کے بارہ مہینوں میں سے خواہ کوئی مہینہ بھی مقرر کیا جاتا ضبط نفس کا مقصد حاصل ہو جاتا۔ اس عظیم عبادت کے لئے ماہ رمضان کا انتخاب درحقیقت اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ اور قرآن میں باہم بڑا گہرا معنوی ربط ہے۔ روزے کے ذریعے انسان کے روحانی وجود پر سے اس کے حیوانی وجود کی گرفت کمزور پڑتی ہے اور روح کو سانس لینے کا موقع ملتا ہے۔ قرآن دراصل روح کی تقویت کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ اس کے انوار کا فیضان جب روح انسانی پر ہوتا ہے تو روح کو حیاتِ تازہ عطا ہوتی ہے اور وہ اپنے رب کی طرف بے تابی کے ساتھ متوجہ ہوتی ہے اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ماہِ رمضان کو روزہ کی عبادت کے ساتھ مخصوص کرنے کا اصل منشا اور مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن کے وقت روزہ ہو اور راتیں قرآن مجید کے ساتھ بسر ہوں۔ گویا یہ ایک دو آتشہ پروگرام ہے۔ لیکن ظاہر ہے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بیس تراویح ختم کر لینے سے قرآن مجید کے ساتھ رفاقت کا مقصد پورے طور پر حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس کا اشارہ صحیحین کی اس حدیث سے ملتا ہے جس کی رو سے صیام اور قیام بالکل ہم وزن اور متوازی و مساوی قرار پاتے ہیں۔ امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے روزے رکھے رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ بخش دیئے گئے اس کے تمام سابقہ گناہ اور جس نے راتوں کو قیام کیا رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ بخش دیئے گئے اس کے جملہ سابقہ گناہ"۔

آگے ارشاد ربانی ہے: "اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر گنتی پوری کر لے" یعنی بیمار اور مسافر کے لئے تو سابقہ رعایت کو برقرار رکھا گیا ہے لیکن ایام بیض کے روزوں کے حکم کے ساتھ فدیہ کی جو رعایت دی گئی تھی کہ طاقت رکھتے ہوئے بھی اگر کوئی روزہ نہ رکھنا چاہے تو بطور فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے اسے اب منسوخ کر دیا گیا۔ تاہم نبی اکرم ؐ نے خاص معاملات میں اس رعایت کو برقرار رکھا جیسے کوئی شخص بہت بوڑھا ہو گیا ہو یا ایسا کوئی دائمی مریض ہو کہ صحت یاب ہونے کی کوئی امید نہ ہو تو وہ اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

آگے فرمایا "اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری و سختی اور تنگی نہیں چاہتا۔" یعنی بیماری اور سفر میں دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنے کی جو رعایت بیان ہوئی ہے اس سے اللہ کا مقصود بندوں کے حق میں آسانیاں فراہم کرنا ہے۔ یہاں یہ بات بھی جان لیجئے کہ آیت کے اس حصہ میں "یسر و عسر" کا معاملہ صرف صیام پر ہی موقوف نہیں ہے۔ اللہ کا ہر حکم درحقیقت بندوں کے حق میں رحمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ آگے فرمایا "اور تاکہ تم اپنے رب کی تکبیر کرو اس بات پر کہ اس نے تمہیں راہ راست دکھائی ہے اور تاکہ تم شکر گزار بن کر رہو"۔

ان آیات میں اوپر قرآن مجید کی شان میں "ھدی للناس" کے الفاظ آئے ہیں یعنی یہ قرآن پاک تمام انسانوں کے لئے ہدایت کا روشن چراغ بن کر نازل ہوا ہے تاہم یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے آغاز میں یعنی سورۂ بقرہ کے بالکل شروع میں اسے "ھدی للمتقین" قرار دیا گیا ہے جبکہ یہاں قرآن کو ساری انسانیت کی رہنمائی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس اشکال کا حل یہ ہے کہ قرآن میں اگرچہ فی نفسہ ہدایت کا مکمل سامان پوری نوع انسانی کیلئے موجود ہے لیکن اس چشمہ ہدایت سے بالفعل سیراب وہی ہو سکے گا جس میں تقویٰ کی کچھ نہ کچھ رمق اور تلاش حق کی کچھ نہ کچھ طلب موجود ہو گی۔ وہی تقویٰ جس کا ذکر روزہ کی بحث میں بالکل شروع میں آچکا ہے۔ آپ کو معلوم ہے جب تک پیاس نہ ہو ٹھنڈے پانی کی قدر انسان کو محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر بھوک ہی نہ ہو تو عمدہ سے عمدہ کھانا سامنے پڑا رہے گا۔ انسان کا ہاتھ اس کی طرف نہیں بڑھے گا معلوم ہوا کہ جب تک طلب نہ ہو اس وقت تک کسی شے کی قدر و قیمت کا احساس نہیں ہوتا چنانچہ روزے کی عبادت کا مقصد دراصل ہدایت کی طلب پیدا کرنا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ

روزے سے "روح" بیدار ہو گی اور تقویٰ کی کچھ پونجی انسان کے ہاتھ آئے گی اس کیفیت میں رات کو قرآن کے ساتھ جب اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے تو یہ قرآن مجید یہ کلام ربانی روح کے تغذیہ و تقویت کا باعث بنے گا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ روح کو جب غذا ملے گی تو وہ قوی اور توانا ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو گی۔ اس کا جو نتیجہ نکلے گا اس کا بڑا پیارا بیان اگلی آیت ۱۸۶ میں ہے فرمایا "اور اے نبی جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیجئے میں قریب ہی ہوں میں تو ہر پکارنے والے کی بات سنتا ہوں جب مجھے پکارے" گویا ۔

اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے کسی وسیلے اور واسطے کی ضرورت نہیں

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

اللہ کے بارے میں خواہ مخواہ یہ تصور قائم کر لیا گیا ہے کہ اس تک رسائی کے لئے کوئی وسیلہ اور واسطہ درکار ہے۔ حالانکہ قرآن صاف صاف بتا رہا ہے کہ اللہ تمہارے بالکل قریب ہے جب اور جہاں چاہو اس سے ہمکلام ہو جاؤ۔ اصل مسئلہ طلب کا ہے۔ تاہم آیت کے اگلے حصہ میں دو شرطوں کا بیان ہے یعنی یہ یکطرفہ معاملہ نہیں ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ: "اور تم اس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا ہے میں اس عہد کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا ہے" جیسا کہ اسی سورہ میں ایک دوسرے مقام پر یہ ارشاد ربانی بھی موجود ہے: "تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا" اور سورہ ابراہیم میں فرمایا "اگر تم ہمارا شکر کرو گے تو ہم تمہیں اور زیادہ نعمتیں دیں گے اور اگر تم نے ناشکری کی تو پھر ہمارا عذاب بھی بڑا سخت ہو گا"۔

ہم مسلمانان پاکستان نے بھی ایک وعدہ اللہ سے کیا تھا "پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ" اللہ نے ہمیں پاکستان عطا کر دیا ہمارے لئے سوچنے کی بات ہے کہ اس کے بعد ہم نے کتنا کچھ اللہ کا شکر ادا کیا؟

بہرحال دوسری شرط ہے "انہیں بھی چاہئے کہ مجھ پر ایمان پختہ رکھیں" اس آیہ مبارکہ کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے "تاکہ لوگ راہ یاب ہو سکیں" یعنی ان پر فوز و فلاح اور رشد و ہدایت کی راہیں کھل جائیں۔

اس رکوع کی آخری آیت میں اس حقیقت کی جانب رہنمائی کی گئی ہے کہ تقویٰ جو روزے کا حاصل ہے اس کا عملی ظہور کس طور سے ہو گا' نہایت واشگاف الفاظ میں اسے معین کر دیا گیا ہے کہ وہ ہے اکل حلال۔ اگر یہ نہیں تو انسان خواہ شکل و صورت اور وضع قطع کے لحاظ سے کتنا ہی متقی نظر آتا ہو فی الحقیقت تقویٰ کی دولت اسے حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق دے کہ ہم اس ماہ مبارک کی برکات سے صحیح طور پر مستفید ہو سکیں اور تقویٰ کی دولت کے حصول کے اس بہترین موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں ۔

ضرورتِ رشتہ

عمر ۲۱ سال' تعلیم ایف اے' صوم و صلوٰۃ کی پابند' باپردہ لڑکی کے لئے دیندار گھرانے کے ترجیحاً تنظیم سے منسلک لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: مدیر ندائے خلافت' لاہور فون: 5869501

روزے کی عبادت اور اس کے معارف و مسائل

رحیم الدین شیخ

(فاضل دار العلوم کراچی)

روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اور اس کی فرضیت کا دل سے قائل ہونا مسلمان ہونے کے لئے ضروری و لازمی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ ﴾ یعنی اے اہل ایمان تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور جان بوجھ کر روزہ نہ رکھنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ ایسا گناہ ہے جو کہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ کے ساتھ ساتھ اس کی قضاء بھی لازمی ہے۔

اصطلاح شریعت میں روزہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور شہوانی خواہشات سے بچے رہنے کو کہتے ہیں۔ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے نیت ضروری ہے نیت کے بغیر تمام دن بھوکا پیاسا رہا تو روزہ نہ ہوگا۔ رمضان المبارک کے روزہ میں بس اتنی نیت کر لینی کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے۔

اس تحریر میں ہم روزہ کی غرض و غایت کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و مسائل پر بھی روشنی ڈالیں گے۔

روزے کی غرض و غایت خود خالق کائنات نے یوں ارشاد فرمائی "لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے' تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں۔ یعنی انسان میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنے کی عادت و صلاحیت پیدا ہو۔ اور روزے کی حالت میں ان چیزوں پر عمل ہو رہا ہو اور ضبط نفس کی صلاحیت پروان چڑھ رہی ہو تو اس پر اللہ کا شکر کرنا چاہئے اور اگر خدانخواستہ اس کے برعکس عمل ہو رہا ہو تو اس کے متعلق حضور ﷺ کا یہ فرمان چونکا دینے والا ہے: ((من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه و شرابه)) جس کسی نے روزہ کی حالت میں بھی جھوٹ بولا اور غلط کام کئے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے: ((کم من صائم لیس له من صیامه الا الظما و کم من قائم لیس له من قیامه الا السحر)) "کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے صرف پیاس کے اور قیام اللیل سے صرف رات کے جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو روزہ رکھ کر بھی احکامات خداوندی سے روگردانی کرتے ہیں۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو روزہ رکھتے ہیں اس طرح سے جیسے اللہ اور اس کے رسول ؐ نے حکم دیا ہے تو ان

روزہ طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور شہوانی خواہشات سے بچنے کو کہتے ہیں

کے متعلق احادیث میں یہ خوشخبری وارد ہوئی ہے: ((من صام رمضان ایمانًا و احتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایمانًا و احتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه)) یعنی جو لوگ رمضان کے روزے ایمان و اجر کی نیت کے ساتھ رکھیں گے ان کے گزشتہ سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ایسے ہی لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح و تہجد) پڑھیں گے ان کے بھی پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرما دے۔

روزہ کی حالت میں خوشبو لگانے' سر میں تیل لگانے' آنکھوں میں سرمہ لگانے غسل کرنے (خواہ کئی بار ہی کیوں نہ ہو) انجکشن لگوانے' کان میں پانی کے چلے جانے' دانتوں سے خون کے نکلنے سے یا سوتے میں احتلام ہو جانے اور تھوک نگلنے اور بھولے سے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح اگر خود بخود قے آ جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سگریٹ' بیڑی' حقہ وغیرہ پینے اور کلی کرتے ہوئے اگر پانی غلطی سے حلق میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے ان معاملات میں احتیاط ضروری ہے اسی طرح قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا اور پھر یہ سمجھ لیا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر کھا پی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا اب اس کی قضا ضروری ہے۔ کوئی ایسی چیز جس کو کھایا پیا نہیں جاتا جیسے لکڑی یا کسی قسم کی دھات کا ٹکڑا وغیرہ نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا ضروری ہے اگر کوئی ایسی چیز کھایا نگل لی جو کہ کھائی جاتی ہے یا دوائی کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے۔ اسی طرح جان بوجھ کر روزہ کی حالت میں ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے نیز قضا اور کفارہ بھی لازم آتا ہے۔

روزہ کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے یا پھر ساٹھ روزے متواتر رکھے جائیں کفارہ کے روزوں میں اگر کوئی خلل واقع ہو گیا تو پھر سے گنتی شروع کرنی ہوگی اور اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہوگا (آج کل غلام اور باندی نہیں ہوتے اس لئے آخری صورتیں ہی متعین ہیں)

روزہ کی حالت میں فضول باتیں کرنا' لڑائی جھگڑا کرنا' کسی کی غیبت کرنا' لغو کاموں میں مشغول رہنا اور تمام دن بغیر غسل کے رہنا مکروہ ہے۔ یہ تمام چیزیں تو ویسے بھی ممنوع ہیں اور روزہ کی حالت میں ان سے اجتناب اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے چاہئے کہ صحت یابی کے بعد چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے اسی طرح اگر کوئی عورت حمل سے ہو یا بچہ کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے سے حمل کو خطرہ ہو یا بچہ کو دودھ صحیح طریقہ سے نہ مل سکتا ہو یا روزہ سے ماں کی اور بچہ کی جان کو خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضا کرے۔ مسافر کے لئے بہتر یہ ہے کہ روزہ رکھے۔ لیکن اسے یا اس کے ساتھیوں کو روزہ رکھنے کی وجہ سے سفر میں کوئی پریشانی لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر روزے نہ رکھے بلکہ گھر لوٹنے کے بعد ان روزوں کی قضا کرے۔ روزے کی حالت میں اچانک طبیعت اتنی خراب ہو گئی کہ جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تو ایسی صورت میں روزے کو توڑنا جائز ہے اور بعد میں اس کی قضا کرے۔

خواتین کو مخصوص ایام میں اور حالت نفاس میں روزے رکھنا جائز نہیں ہے اس پر بعد میں روزوں کی قضا ضروری ہے۔

جن وجوہات کی بناء پر روزہ نہ رکھنے کی چھوٹ دی گئی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسے افراد کھلے عام کھاتے پیتے رہیں بلکہ انہیں چاہئے کہ وہ گھر میں افراد خانہ کی نظروں سے بچ کر کھائیں کیونکہ مسلمان ہونے کے ناطے رمضان المبارک کا احترام ان پر بھی لازم ہے۔

روزہ کا کفارہ غلام کو آزاد کرنا' متواتر ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے

معاشرتی نظام اور نظام خلافت

اسلام کا معاشرتی نظام عہد حاضر کے تقاضوں کا ساتھ دینے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے

ڈاکٹر اسرار احمد

اسلام کے معاشرتی نظام کے حوالے سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام میں پیدائشی طور پر تمام انسان برابر ہیں۔ گویا کامل انسانی مساوات موجود ہے۔ پیدائشی طور پر نہ کوئی اونچا ہے نہ نیچا' نہ نسل کی بنیاد پر نہ رنگ کی بنیاد پر اور نہ جنس کی بنیاد پر۔ اسلام ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ عورت کو مرد سے گھٹیا تصور کیا جائے۔ قرآن حکیم اونچ نیچ کے اس قسم کے ہر تصور کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ﴾ (آل عمران : ۱۹۵) یعنی تم سب ایک دوسرے ہی سے ہو۔ ایک ہی باپ کے نطفے میں سے اس کا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی اور ایک ہی ماں کے رحم میں دونوں نے پرورش پائی ہے۔

یہ بات کہنے میں جتنی سادہ ہے دل و جان کے ساتھ اسے تسلیم کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ ہمارے ہاں ہندوؤں کو تو خوب برا بھلا کہا جاتا ہے ان کے ہاں برہمن اور شودر کی معاشرتی تفریق موجود ہے۔ لیکن بالکل اسی طرح ہمارے ہاں مصلی اور سید (سندھ میں امتی اور سید) کی تفریق موجود ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اسلام اس تقسیم کو کسی درجے میں بھی قبول نہیں کرتا۔ اسلام کا پہلا اصل الاصول سماجی سطح پر کامل انسانی مساوات ہے۔ اسلام کے تصور میں اگر مراتب کا کوئی فرق ہے تو وہ علم اور تقویٰ کے حوالے سے ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے :

"اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تقویٰ (خدا ترسی) میں سب سے زیادہ ہو"۔

علم اور تقویٰ وہ چیزیں جن کو آپ اپنی محنت سے کسب کرتے ہیں۔ ان کے برعکس وہ چیزیں جو آپ کو اپنے کسب کے بغیر عطا کی گئی ہیں' آپ کی پسند ناپسند اور کسب و محنت کو ان کے حصول میں کوئی دخل نہیں ہے ان کو وجہ اعزاز و اکرام نہیں بنایا گیا۔ اللہ نے آپ کو جو رنگ اور شکل و صورت عطا کی ہے' آپ کو جس نسل میں پیدا کر دیا گیا ہے اور آپ کی جو جنس بنادی گئی ہے' ان چیزوں میں آپ کو قطعاً کوئی اختیار نہیں دیا گیا لہٰذا جن چیزوں میں آپ کو اختیار نہیں ہے ان کی وجہ سے کوئی اونچ نیچ کا معیار قائم نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے :

"اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبیلوں کی صورت میں بنادیا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ صاحب تقویٰ ہو"۔

البتہ دستوری اور قانونی سطح پر مسلم اور غیر مسلم کے درمیان فرق ہوگا۔ یہ فرق بھی محض انتظامی ضرورت کے تحت ہے۔ اس لئے کہ ہم کو ایک نظام چلانا ہے' اور نظام وہی چلا سکتا ہے جو اس کی صداقت پر ایمان رکھتا ہو۔ اس لئے نظام خلافت چلانے کی ذمہ داری صرف مسلمانوں کی ہے۔ غیر مسلم اس نظام کو نہ چلا سکتے ہیں نہ چلانے کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن اس فرق کے حوالے سے یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہاں بھی معاملہ افضلیت یا مفضولیت کا نہیں ہے۔ کسی کو کبھی یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ میں مسلمان ہوں اس لئے کافر سے افضل ہوں (ایمان کی فضیلت اپنی جگہ مگر آدم کی اولاد ہونے میں یا انسان ہونے کے ناطے کافر اور مسلم دونوں ایک ہی سطح پر ہیں) علاوہ ازیں مسلمان کافر سے ظاہری طور پر افضل نہ قرار دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اصل اعتبار خاتمے کا ہے۔ اور کس کا خاتمہ کس حالت میں ہوگا اس کا کسی کو علم نہیں۔ میں الحمدللہ آج مسلمان ہوں مگر اس بات کا امکان تو موجود ہے کہ کل کو میرا پاؤں پھسل جائے اور میں گمراہی کے غار میں جا گروں اور اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کافر کے لئے ہدایت کا دروازہ کھول دیں۔ کفر و اسلام کی یہ تقسیم مستقل نہیں ہے جبکہ کالے اور گورے کی تقسیم تو مستقل ہے یہ ممکن نہیں کہ کوئی کالا گورا ہو جائے لیکن کوئی کافر کلمہ پڑھ کر اس فرق کو ایک لمحے میں ختم کر سکتا ہے۔

ایک اور تقسیم انتظامی اعتبار سے ہے۔ یہ تقسیم افسر اور ماتحت کی ہے اس تقسیم اور فرق کو ہمیں مستقل تسلیم کرنا ہوگا۔ اسی طرح شرف انسانیت کے اعتبار سے مرد اور عورت برابر ہیں۔ روحانی اور اخلاقی بلندی کا میدان دونوں کے لئے کھلا ہے۔ چنانچہ سورۂ احزاب کی آیت ۳۵ میں ارشاد ربانی ہے :

"بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں' مومن مرد اور مومن عورتیں' فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں' سچے مرد اور سچی عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں (ادب سے) جھکنے والے مرد اور جھکنے والی عورتیں۔ صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں' روزہ دار مرد اور عورتیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں' اللہ نے ان سب کیلئے مغفرت اور اجر عظیم کا اہتمام کر رکھا ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں جتنے بھی اوصاف عالیہ گنوائے گئے ہیں ان میں مرد اور عورت دونوں کو شریک کیا گیا ہے چنانچہ نہ جانے کتنے کروڑوں مرد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مقام پر رشک کرتے ہوں گے۔

لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا کہ شرف انسانیت کے اعتبار سے مرد اور عورت برابر لیکن جب ایک مرد اور عورت رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے تو اب (انتظامی طور) پر برابر نہیں رہے۔ اس لئے کہ اب ایک ادارہ وجود میں آگیا ہے۔ یہ خاندان کا ادارہ (institution of family) ہے اور ادارے کے لئے ایک سربراہ کا ہونا لازم ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کسی ادارے میں برابر کے درجے والے دو سربراہ ہوں تو اس کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اس لحاظ سے قرآن حکیم کی ہدایت یہ ہے کہ :

"مرد حاکم ہیں عورتوں پر' اس فضیلت کی بنا پر جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر دی ہے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے اموال (خاندان کے ادارے کو قائم کرنے پر) صرف کئے ہیں"۔

یہ دراصل خاندانی ادارے کا نظم ہے اور اسی پر ہمارا سارا فقہی نظام قائم ہے۔ خاندان کے ادارے کا سربراہ مرد ہے۔ وہ شادی کے لئے مہر ادا کرنے کا پابند ہے حالانکہ جس طرح شادی مرد کی ضرورت ہے اسی طرح عورت کی بھی ہے۔ مرد عورت کے بغیر نامکمل ہے اور عورت مرد کے بغیر' اس کے باوجود مہر ادا کرنے کی پابندی مرد کے لئے ہے' عورت کے لئے نہیں۔ مرد کے ذمہ کفالت بھی ہے' وہ بیوی کے نان نفقے کا ذمہ دار ہے۔ بچوں کی پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی مرد ہی پر ہے۔ اسی مصلحت سے وراثت میں مرد کا حصہ عورت سے دوگنا رکھا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں باہم منطقی طور پر مربوط ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی فلسفہ حیات نے کسی گوشے میں کوئی جھول نہیں چھوڑا ہے۔

اسلام کے خاندانی نظام میں والدین کے حقوق اس نظام کا دوسرا رخ (second dimension) ہے۔ ایک مرد اور عورت سے خاندان کی ابتداء ہوتی ہے۔ پھر اولاد ہو جانے سے (second dimension) شروع

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

رمضان المبارک میں ہونے والے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

حلقہ لاہور

تنظیم اسلامی لاہور شمالی نمبر۱

○ مدرس : جناب مرزا محمود الحسن صاحب
☆ بمقام : ۱۷/۳ سوسن پورہ لاہور
☆ پروگرام : بعد نماز تراویح، رات پونے نو سے پونے گیارہ بجے تک

تنظیم اسلامی لاہور شمالی نمبر۲

○ مدرس : جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب
☆ بمقام : مرکزی دفتر گڑھی شاہو، ۶۷۔ اے علامہ اقبال روڈ
☆ پروگرام : مع نماز تراویح (نماز عشاء سوا سات بجے)
○ مدرس : اقبال حسین صاحب
☆ بمقام : مسجد نور چوک مارکیٹ، گلستان کالونی، مصطفی آباد
☆ پروگرام : بعد نماز تراویح (روزانہ سوا دو گھنٹے)

تنظیم اسلامی لاہور وسطی

○ بمقام : برمکان شکیل احمد صاحب 47/T لارنس روڈ نزد ادارہ انتقال خون
☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو
○ بمقام : برمکان محمد طارق صاحب مکان نمبر ۱۶، گلستان سٹریٹ نمبر۲، نزد عرفانی مسجد، انصاری روڈ/چوہان روڈ
☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو
○ بمقام : برمکان محمد عاصم صاحب G/7 کینال چوک ملتان روڈ
پروگرام : بذریعہ ویڈیو
○ مدرس : جناب امجد محمود صاحب
☆ بمقام : برمکان حافظ عبدالرزاق صاحب 626/B محلہ کنبوہ واڑہ نزد میدان بھائیاں والا، اندرون موری گیٹ
☆ پروگرام : بعد نماز تراویح، ساڑھے آٹھ بجے رات ایک گھنٹہ پر مشتمل مختصر مضامین قرآن
○ مدرس : جناب نثار احمد خان صاحب
☆ بمقام : جامع مسجد فاضلیہ عثمانیہ، مونگیہ سٹریٹ، دیو سماج روڈ، سنت نگر لاہور
☆ پروگرام : بعد نماز تراویح، ایک گھنٹہ مختصر مضامین قرآن

خواتین کا پروگرام (لاہور وسطی)

○ بمقام : برمکان مجیب الرحمن قریشی، گلی نمبر۲، کیشل پارک، اردو بازار
☆ پروگرام : دن گیارہ سے ساڑھے بارہ بجے تک

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

○ مدرس : زبیر احمد صاحب
☆ بمقام : ۸۶۲۔ این بلاک، سمن آباد، لاہور
☆ پروگرام : مع نماز تراویح

تنظیم اسلامی لاہور شرقی

○ مدرس : جناب ڈاکٹر عارف رشید صاحب
☆ بمقام : جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن، لاہور
☆ پروگرام : مع نماز تراویح (نماز عشاء ۷:۳۰ بجے)

تنظیم اسلامی لاہور کینٹ

○ مدرس : جناب فتح محمد قریشی صاحب
☆ بمقام : مسجد خدام القرآن، اکیڈمی روڈ، والٹن
☆ پروگرام : مع نماز تراویح

تنظیم اسلامی لاہور کینٹ

○ مدرس : جناب بریگیڈیئر غلام مرتضی
☆ بمقام : جامع مسجد آرمی ہاؤسنگ اسکیم
☆ پروگرام : بعد نماز تراویح خلاصہ مضامین قرآن

ذیلی حلقہ شاہدرہ

○ مدرس : جناب نعیم اختر عدنان
☆ بمقام : آمنہ شادی ہال، لاجپت روڈ، جی ٹی روڈ
☆ پروگرام : مع نماز تراویح

حلقہ زیریں سندھ

کراچی شہر میں ہونے والے پروگرام

○ مدرس : جناب شجاع الدین شیخ
☆ بمقام : قرآن اکیڈمی، خیابانِ راحت، درخشاں ڈیفنس
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب انجینئر نوید احمد
☆ بمقام : نوبل پوائنٹ شادی ہال، نزد سخی حسن چورنگی، نارتھ ناظم آباد
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب اعجاز لطیف
☆ بمقام : تھری سٹار لان، ہوم روڈ، نزد داؤد انجینئرنگ کالج
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب فریس احمد
☆ بمقام : میٹ اینڈ ٹریٹ شادی ہال، نزد گلشن چورنگی، راشد منہاس روڈ، گلشن اقبال
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب یونس واجد
☆ بمقام : محراب گارڈن، یاسین آباد، فیڈرل بی ایریا
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب عبدالمقتدر
☆ بمقام : دفتر تنظیم اسلامی، ۱۱۱ داؤد منزل شاہراہ لیاقت، آرام باغ
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب عامر خان/عمران لطیف
☆ بمقام : قرآن مرکز، جامع مسجد طیبہ، سیکٹر 35-A کورنگی 4
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب انجینئر افتخار عالم
☆ بمقام : سابق کونسلر آفس حلقہ ۸۹، D-1 نزد سنہری مسجد لانڈھی نمبر۱
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب سرفراز احمد خان
☆ بمقام : مسجد نبوی آفیسرز ہاؤسنگ سکیم 1st، زمزمہ اسٹریٹ
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب محمد احمد خان
☆ بمقام : مکان نمبر ۸۷، بلاک C، سیکٹر نمبر ۹، بلدیہ ٹاؤن
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب محمد یامین
☆ بمقام : C-113، مادام اپارٹمنٹس، شاہراہ فیصل، نزد چھوٹا گیٹ، ایئرپورٹ
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
○ مدرس : جناب سعید الرحمن
☆ بمقام : مدرسہ شمس النساء منظور کالونی
☆ پروگرام : مع نماز تراویح
☆ بمقام : دفتر تنظیم اسلامی، اسلام چوک سیکٹر ۱۱/۲
☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو (بعد نماز عشاء)

حلقہ خواتین تنظیم اسلامی کراچی

- مدرسہ : بیگم جمشید صاحبہ
- ☆ بمقام : اسٹریٹ نمبر ۲، مکان نمبر ۱۲، شاہین ہاؤسنگ، شہید ملت روڈ
- ☆ پروگرام : صبح ۱۰ بجے
- مدرسہ : بیگم ہاشم صاحبہ
- ☆ بمقام : نکی ہاؤس، بہادر آباد، شرف آباد
- ☆ پروگرام : صبح ۱۱ بجے
- مدرسہ : محترمہ مقصودہ آفتاب
- ☆ بمقام : ۵۳/۱ لین نمبر ۲۲ فیز ۱۱ ڈیفنس
- ☆ پروگرام : صبح ۱۱ بجے
- مدرسہ : محترمہ نکہت صدیقی
- ☆ بمقام : F-181 جہانگیر روڈ
- ☆ پروگرام : دوپہر دو بجے
- مدرسہ : بیگم خالد باڑی صاحبہ
- ☆ بمقام : A-24، دادا بھائی ٹاؤن
- ☆ پروگرام : صبح دس بجے
- مدرسہ : بیگم انوار صاحبہ
- ☆ بمقام : مکان نمبر A-188، سیکٹر 11-B
- ☆ پروگرام : صبح ۱۱ بجے
- مدرسہ : بیگم زاہد صاحبہ
- ☆ بمقام : برمکان یعقوب صاحب، محمود آباد
- ☆ پروگرام : صبح دس بجے
- مدرسہ : بیگم اعجاز لطیف صاحبہ
- ☆ بمقام : R-C/5 گلشن اصغر، چھوٹا گیٹ
- ☆ پروگرام : صبح دس بجے
- مدرسہ : بنت ریاض صاحبہ
- ☆ بمقام : قرآن مرکز، متصل جامع مسجد طیبہ، سیکٹر A-35 زمان ٹاؤن، کورنگی
- ☆ پروگرام : صبح ساڑھے بارہ بجے

حلقہ بالائی سندھ

سکھر

- بمقام : مسجد مدنی گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی شکارپور روڈ سکھر
- ☆ پروگرام : بعد نماز تراویح ترجمہ و مختصر تشریح
- بمقام : شاہ پنجہ
- ☆ پروگرام : بعد نماز تراویح ترجمہ قرآن
- بمقام : تعلقہ میر گوٹھ بخش لاکھیر
- ☆ پروگرام : بعد نماز تراویح ترجمہ قرآن

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب غربی

فیصل آباد

- مدرس : محمد رشید عمر صاحب
- ☆ بمقام : دفتر حلقہ
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح
- مدرس : ڈاکٹر فاروق جان صاحب
- ☆ بمقام : مسجد العزیز
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح
- مدرس : کفیل احمد ہاشمی صاحب
- ☆ بمقام : مسجد اتفاق
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح
- مدرس : محمد نعمان اصغر صاحب
- ☆ بمقام : دی غزالی سکول، باراچک
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح

سرگودھا

- مدرس : محمد سلیم اللہ بخش صاحب
- ☆ بمقام : قرآن ہال
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح
- مدرس : ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب
- ☆ بمقام : مسجد خیابان صادق
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح

میانوالی

- مدرس : بشیر احمد صاحب
- بمقام : مسجد بیت المکرم نزد پی اے ایف کالونی
- ☆ پروگرام : منتخب نصاب و آیات

سانگلہ ہل

- بمقام : ایم پی اے ہاؤس
- ☆ پروگرام : بذریعہ آڈیو کیسٹ
- بمقام : چک ۵۴ ر۔ب، سرپالی تحصیل جڑانوالہ
- پروگرام : بذریعہ ویڈیو کیسٹ

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

گجرات

- مدرس : جناب عبد الرؤف صاحب
- ☆ بمقام : مسجد فاروق اعظم
- ☆ پروگرام : بعد نماز تراویح ترجمہ و مختصر تشریح

حلقہ سرحد جنوبی

پشاور

- بمقام : دفتر حلقہ سرحد جنوبی، ناصر مینشن، شعبہ بازار ریلوے روڈ نمبر ۲
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح

تنظیم اسلامی بیروت

- مدرس : خالد محمود عباسی
- ☆ بمقام : جامع مسجد بیروت
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح

حلقہ پنجاب جنوبی

ملتان

- مدرس : رحمت اللہ بٹر صاحب
- ☆ بمقام : قرآن اکیڈمی، ملتان شہر
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح
- مدرس : محمد سلیم اختر
- ☆ بمقام : قرطبہ مسجد گارڈن ٹاؤن، ملتان کینٹ
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح
- بمقام : رہائش گاہ، طالب حسین
- ☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو

وہاڑی

- مدرس : ڈاکٹر منظور حسین صاحب
- ☆ بمقام : مسجد وہاڑی
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح

حلقہ پنجاب وسطی

جھنگ

- مدرس : انجینئر مختار حسین فاروقی
- ☆ بمقام : مسجد عبید اللہ صاحب
- ☆ پرگرام : مع نماز تراویح

ٹوبہ ٹیک سنگھ

- مدرس : پروفیسر خلیل الرحمن صاحب
- ☆ بمقام : مسجد گورنمنٹ ڈگری کالج ٹوبہ
- ☆ پروگرام : مع نماز تراویح
- بمقام : برمکان محمد اصغر صاحب، سرہند کالونی ٹوبہ
- ☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو
- بمقام : برمکان ایڈووکیٹ محمد بشیر تبسم، فیض کالونی
- ☆ پروگرام : بذریعہ ویڈیو

(مرتب : فرقان دانش خان)

by the students of Deeni madrasas. As a matter of fact it was reported by a Qadiani dominated NGO that in 1998 nearly 6000 persons were killed on account of "Zar, Zameen and Zan" in Punjab and Karachi alone whereas 150 persons were killed on account of sectarian differences in the entire country.

Example 4: Dawn regularly publishes a weekly column 'JAY WALKER' by Amina Jilani. True to the definition of Jay Walker, viz; "One who walks carelessly in the streets, without noticing the traffic", the versatile columnist writes carelessly without noticing the norms of dignified journalism. The columnist specializes in hurling invectives on Islam and its adherents particularly madrasa students. Moulvis and Ulema. She says that during 1990 to 1998 i.e. in eight years several hundred were killed in sectarian strife, although as mentioned above the total killings for 1998 alone numbered nearly 6000 in Punjab and Karachi, non sectarian killings in the whole country numbering 150. The truth of the matter is that ours is a violent culture because of faithless people's propagation of vice and strife, through their writings and TV culture of promoting biological urge coupled with fostering of violence.

The Jay Walker bemoans the number of madrasas in thousands with large enrolments. She would be further disheartened to know that there are nearly 140,000 mosques in this country of 140 million. Every single mosque is a Madrasa with children learning the Qur'an and the alphabet gratis in morning and afternoons.

The big madrasas are in small numbers. However, all of the big madrasas according to the repeated statements by the Interior Minister Lt. Gen. (R) Moinuddin Haider are 99.9 percent clean. They teach Qur'an, Hadith and Shariah to lead a noble, virtuous and peaceful life. Maligning General Zia-ul-Haq Shaheed for supposed ills is an aberration of prejudice mind. The much-trumpeted Zakat to the madrasas is a "trifle" in the large expenses supported by independent country. Likewise, other accusations by the columnist are totally baseless.

Example 5: Dawn is supporting other vilification campaign against the Islamic institutions and individuals by publishing regular columns by Kunwar Idris, Hafeez-ur-Rahman, 'Lahori', A. B. S. Jafri, 'Cowasjee' etc. who have the check to malign Pakistan on purely fictitious grounds. Whatever may be the topic these versatile Columnists will end up by such remarks as "Pakistan is a pariah", "a failed state", "Isolated", "every killing is related to sectarian difference", "Minorities like Hindus, Christians, Qadianis (Ahmadis) are maltreated". All these hyperbolic exaggerations feed Pakistan's enemies across the border and the faultfinding Western Press.

May the Almighty Allah enable the anti-Pakistani columnists and editors to shorn off their prejudices against peaceful madrasas, their Ulema and students, and the great future of this great Islamic country. *(Courtesy: Media Research Newsletter Jun 16-July 15,2000, Vol. 1, No. 5).*

PALESTINE - "a struggle of faith"

"the blood of martyr brothers is cleansing the streets of palestine"
"the courage of brothers & sisters is a pride for generations to come"
"shamed are we, o brethren of palestine"
"we are still lost in a jungle of cowardice"
"stunned are we, looking at your children"
"who face death with smiles on their face"
"what a beautiful struggle are we in"
"children are the front runners of islam"

"we are proud of you o little flowers of islam"
"paradise is waiting for you o tender roses of islam"
"we salute you o youth of palestine"
"angels are witness to your sacrifices for palestine"
"we invoke ALLAH s mercy on you o brave hearted people"
"we pray for ALLAH s wrath on enemies of islam"

"al aqsa is ours we will get it back
the lives you have given
the blood you have sacrificed
will not be a LOSS
for ALLAH LOVES & HELPS THOSE WHO STRIVE IN HIS CAUSE.

DR.M.J.IDRIS
BANGALORE , INDIA.

بقیہ : گوشہ خلافت

ہوتی ہے۔ اب والدین اور اولاد کا رشتہ بھی قائم ہو گیا پھر اولاد جب ایک سے زائد ہو جاتی ہے تو اخوت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ یہ گویا ایک خاندان کے ابعاد ثلاثہ (three diminsions) ہیں۔

اس ادارے کا استحکام مرد اور عورت کے درمیان قوی رشتہ پر منحصر ہے۔ اسی طرح جتنا اولاد اور والدین کے درمیان رشتہ مضبوط ہو گا اتنا ہی خاندان کا ادارہ مستحکم ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر اللہ کے حق کے ساتھ والدین کے حقوق کا ذکر ہے۔

یورپ میں جا کر دیکھ لیجئے کہ بوڑھے والدین کا کیا حشر ہوتا ہے' آپ ان کی حسرت اور محرومی کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ وہ بیچارے سالہا سال اپنی اولاد کو دیکھنے کے انتظار میں گزار دیتے ہیں۔ وہ کرسمس کا انتظار محض اس خوشی میں کر رہے ہوتے ہیں کہ اس موقعہ پر بیٹے یا بیٹی کا شکل نظر آئے گی۔ لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ اب اس موقع پر ان کو پیارے کی شکل دیکھنے کو نہیں ملتی۔ ان کے ہاں old home میں تمام سہولتیں موجود ہیں۔ وہاں ٹی وی سیٹ لگے ہوئے ہیں۔ بہترین کھانا میسر ہے لیکن اہل یورپ یہ بات بھول گئے کہ انسانی جذبات کسی اور چیز کا بھی تقاضا کرتے ہیں۔

میں اپنی بات کو اس نکتے پر ختم کرتا ہوں کہ اسلام کا معاشرتی نظام اور سماجی عہد حاضر کے تقاضوں کا ساتھ دینے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ ہمیں اس حوالے سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ہم اپنے دین پر عمل کرتے ہوئے دنیا کا نہ صرف مقابلہ کریں گے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر دکھائیں گے لیکن آگے بڑھنے کے شوق میں محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑیں گے۔

THE CHANGING ROLES OF THE DAILY DAWN

BY DR. SHAHEERUDDIN ALAVI

PRE-DAWN PERIOD:

Before the establishment of Dawn in Delhi, in pre-partition India, by the Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, there was not a single English daily Newspaper of Muslims although there were numerous English dailies owned by the Hindus. The British rulers had their prestigious daily, 'The STATESMAN', published from 'Calcutta' and 'Delhi'. Ian Stephens, Editor of the Statesman, was a bit considerate towards the Indian Muslims. He published a weekly column "Dar-el-Islam", with an introductory note that as the Muslims in India did not have any outlet to project their views the said column would serve their purpose. The revered Columnist was Shahed who very effectively projected the Muslims' viewpoint in the Indian political drama of the tumultuous days of 1940's. I remember as a college student I would eagerly await the publications of Shahed's Dar-el-Islam.

APPEAREANCE OF DAWN FROM DELHI:

The Quaid-e-Azam's discerning eyes spotted the genius of Shahed (who was none else but the great Altaf Hussain) who later firmly established Dawn in Karachi. The Quaid-e-Azam also selected Pothen Joseph of 'The Pioneer' of Lucknow to be the editor of Dawn, Delhi. In spite of our access to our college and other libraries I would buy Dawn for one Anna for my satisfaction. Those were the heydays when Dawn would serialize "It shall never happen again"; highlighting the atrocities committed by the Hindu dominated Congress Governments in the Muslim minority provinces. The leading Congress dailies like the National Herald of Lucknow would rebut Dawn serial (which was based on the Muslim League's Pirpur Report) under the caption "What really happened" by K. N. Katju. It will be worthwhile to go through the record of the British Cabinet Mission's plan to grant independence within the India framework in three regions. West and East to be under the Muslim majority and the Central under the Hindu dominance. The Muslim League Okayed the plan. However, the Hindu leaders including Gandhi-ji made such far-fetching and conflicting elucidation and interpretation of the Plan that the wise Pundits lose the last chance of keeping India together. Dawn single-handedly held aloft the banner of Muslim movement for an independent Islamic state under the names of 'Pakistan'.

THE ROLE OF DAWN AFTER THE CREATION OF PAKISTAN:

After Independence the Quaid-e-Azam shifted Dawn from Delhi to Karachi. The great journalist Altaf Hussain as its Editor not only projected the Islamic ideology of the new state but also effectively rebutted the adverse propaganda of the Indian press. In late 50's and early 60's while pursuing my post graduate studies in the United States I would subscribe to my national vocalist and receive a bunch of The Daily Dawn by surface mail. Though belated yet I kept myself abreast of national development in my dear country, the fulfillment of our college days slogan, 'Pakistan Ka matlab Kia – La ilaha il Lallah' (How cruel to read in Dawn now that this slogan was raised only thirty years ago!). We could never imagine even in our most fantastic intuition that there would ever be a day when this heart and soul of Pakistani Muslims would become inter alia a harbinger and determined advocate of everything anti-Islamic, anti-deen, anti-madaris and anti-Pakistani ideology!

PRESENT ROLE OF DAWN

(1) Propagation of anti-Islamic Ideology: Projecting the views, news and complaints of Qadianis who call themselves "Ahmadis".

Example 1: Dawn dated 16th March 2000 complaining about false reports regarding injustice to Qadiani community.

Example 2: Dawn 5th March 2000 deceased Aziz Siddiqui's plea to "repeal anti-Ahmadi laws" although the superior courts of Pakistan from High Court to the Supreme Court have repeatedly held the alleged anti-Ahmadi laws as perfectly just and legal.

Example 3: Dawn 20th Feb 2000 condemnation of Zulfikar Ali Bhutto's Islamic reform, particularly the National Assembly's unanimous declaration of Qadianis or "Ahmadis" as non-Muslims. Although the truth of the matter is that the originator of the Qadiani faith, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani had declared the Muslims as 'Kafir' in 1904.

Besides the above, numerous letters to the editor written by Qadianis against Islamic Ideology published in Dawn.

(1) BLACK LISTING ANY NEWS, LETTERS, VIEWS REJOINDERS AGAINST THE QADIANIS FALSE PROPAGANDA:

When Muslims intelligentsia wrote anything in defence of Islam and against the Qadiani insinuations, the Dawn staff frankly told them that they do not publish anything against Qadianis as a matter of policy!

(2) DAWN'S EDITORIAL ALLEGED BASELESS, UNFOUNDED CHARGES AGAINST MADRASAS, THEIR STUDENTS AND ULEMA:

Example 1: Dawn Oct 10th 1999, Editor Dawn accused madrasas of imparting military training to their students hence there was "reign of terror in the country".

Although the truth is that the Interior Minister has repeatedly confirmed that 99.9 percent of the madrasas are clean, they do not impart any military training, they teach the Qur'an, Hadith and Shariah and they foster the growth of virtuous life in students and people at large. It is regrettable that the hyperbolic words "reign of terror" should have been used by an objective editor.

Example 2: In its numerous issues Dawn has published contemptuous appellations against Muslim scholars calling them obscurantist, clerics. Actually these great Muslim scholars and Ulema have written voluminous treatises on Islamic jurisprudence, meaning and interpretation of the Holy Qur'an, life of the Holy Prophet Muhammad (SAW). They are greatly honoured here and abroad. The Quaid-e-Azam showed them greatest respect and got the national flag of Pakistan unfurled by them on independence in Karachi and Dhaka.

Example 3: Dawn serialized late Eqbal Ahmad's five articles on "Roots of Violence" in Pakistan ending with the most fantastic conclusion that all the violence in the country was perpetrated

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.46
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

✪ کیا نماز کے دوران قرآنی اور مسنون دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں؟
✪ علم کشف سے کیا مراد ہے؟ ✪ کیا مرد' عورت کو حق طلاق دے سکتا ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفت وار درس قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

✪ **س** : علم کشف سے کیا مراد ہے؟ صاحب کشف لوگوں کا آج بھی یہ دعویٰ ہے کہ قبروں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے علم میں آجاتا ہے۔

ج : کشف اور کشف القبور دو علیحدہ چیزیں ہیں' کشف ایک عام اصطلاح ہے اور کشف القبور کو ہم خاص کہہ سکتے ہیں۔ کشف یہ ہوتا ہے کہ انسان کو کسی شے کا علم کسی ذریعے کے بغیر حاصل ہو جائے۔ جیسے کبھی کبھی اچانک دل میں کوئی خیال آجاتا ہے جس کے بارے میں آپ سوچ رہے تھے نہ غور کر رہے تھے۔ کشف' الہام اور القاء وہ چیزیں ہیں جو اللہ کی طرف سے آج بھی جاری ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں کو کشف بھی ہو جاتا ہے اور انہیں بعض حقائق کا علم بغیر کسی ذریعے کے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ اب بھی عین ممکن ہے۔ رؤیائے صادقہ یعنی سچے خواب بھی ایک طرح کا کشف ہی ہے جو نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ جو بات آپ نے خواب میں دیکھی ہے چند دنوں کے بعد وہ واقعہ جوں کا توں عالم واقعہ میں ظہور پذیر ہو جائے تو وہ سچا خواب کہلاتا ہے۔ سچا خواب وحی کا چھیالیسواں یا ساٹھواں حصہ ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا : ((لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَة)) یعنی "نبوت کی بشارتوں میں سے کچھ نہیں بچا سوائے سچے خوابوں کے"۔ اس لحاظ سے کشف اپنی جگہ پر وحی خفی ہے جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے' وحی جلی کا سلسلہ صرف انبیاء کے ساتھ تھا جو کہ ختم ہو چکا۔ البتہ انبیاء کو ہونے والی وحی خفی بھی محفوظ ہوتی تھی اور اس میں خطا کا امکان نہیں تھا' جبکہ عام انسانوں کو جو وحی خفی یعنی الہام' القاء' رؤیائے صادقہ اور کشف ہوتا ہے اس میں خطا کا امکان بھی موجود ہے اور یہ صحیح بھی ہو سکتی ہے۔

کشف القبور کا معاملہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو تو معلوم ہوتا تھا کہ قبر کے اندر کیا معاملہ ہو رہا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو غیب کا کچھ علم دیا کرتا تھا۔ کچھ بزرگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ قبر والے کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے' یعنی اسے عذاب ہو رہا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتیں مل رہی ہیں۔ ان کے پاس اس کی دلیل کیا ہے وہ میرے علم میں نہیں۔ میں اس معاملے میں "لَا نُصَدِّقُ وَلَا نُكَذِّبُ" کے مصداق نہ تصدیق کرتا ہوں نہ تکذیب۔ البتہ بعض شخصیتوں کے سیرت و کردار کی بنا پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ جھوٹ بول سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ جھوٹ بولیں گے۔ ان کا کردار مجاہدانہ تھا اور انہیں اسی حق گوئی و بیباکی کی پاداش میں انگریز نے لاہور میں نظربند بھی کیا تھا۔ انہوں نے چالیس برس تک لاہور میں درس قرآن دیا۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ انہیں قبور کا کشف ہوتا ہے۔

✪ **س** : کیا مرد' عورت کو حق طلاق دے سکتا ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج : جی ہاں مرد' عورت کو حق طلاق دے سکتا ہے۔ اگر کوئی عورت نکاح سے قبل یہ شرط لگا دیتی ہے کہ میں اس وقت تک نکاح نہیں کروں گی جب تک کہ آپ مجھے بھی حق طلاق دیں جو کہ آپ کو بھی حاصل ہوگا اور مرد یہ شرط قبول کر لیتا ہے تو اس طرح طلاق کا حق عورت کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر پہلے سے ایسی کوئی شرط طے نہ ہو تو عام حالات میں عورت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا۔

✪ **س** : دعا کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ دعا کے اول و آخر میں درود شریف نہ پڑھیں تو کیا دعا قبول نہیں ہوتی؟

ج : دعا کے آداب میں ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد و ثنا کی جائے' اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا جائے اور پھر دعا کی جائے۔ اس کی بہترین مثال دعائے جنازہ ہے۔ اس میں چار تکبیروں کے درمیان تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے' دوسرے میں اللہ کے نبیؐ پر درود پڑھا جاتا ہے اور تیسرے میں پھر دعا مانگی جاتی ہے۔ تاہم یہ تصور کہ درود شریف کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی' درست نہیں۔

(مرتب : انور کمال میو)

تنظیمی اطلاع

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور نائب امیر حافظ عاکف سعید صاحب بغرضِ عمرہ حجازِ مقدس تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں سے امریکہ جانے کا پروگرام ہے' جہاں نیویارک اور شکاگو میں یہ حضرات رمضان المبارک کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کریں گے۔ توقع ہے کہ عید الفطر تک واپسی ہو جائے گی۔ امیر محترم نے دستور تنظیم دفعہ ۲ شق ب کے تحت پاکستان سے اپنی اور جناب نائب امیر کی غیر حاضری کے دوران چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب کو قائم مقام امیر تنظیم اسلامی پاکستان مقرر کیا ہے۔

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام

ماہانہ دعوت فورم بسلسلہ استقبال رمضان

بتاریخ : ۲۴ نومبر ۲۰۰۰ء بروز جمعۃ المبارک

بوقت : ۶ بجے شام

بمقام : دفتر تنظیم اسلامی' ۸۶۶۔ این پونچھ روڈ' سمن آباد لاہور منعقد ہوگا۔

مقررین :

☆ **جناب رحمت اللہ بٹر**
ناظم دعوت و تربیت' تنظیم اسلامی پاکستان

☆ **جناب مرزا ایوب بیگ**
امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور

☆ **جناب ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ**
مدیر ماہنامہ "کوثر"

☆ **جناب مجیب الرحمٰن شامی**
مدیر اعلیٰ روزنامہ "پاکستان" لاہور

—— شرکت کی عام دعوت ہے ——